Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Answering contemporary doubts about the Qur'an: In the context of its preservation, compilation, and authenticity

قرآن کے بارے میں معاصر شکوک وشبہات کا جواب: حفاظت، تدوین اور اصالت کے تناظر میں

Said Nawab
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology Kohat
hafizsnawab@gmail.com
Dr.Qazi Abdul Manan
Assistant Professor, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology
dr.manan@kust.edu.pk
Attaullah
Lecturer, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology
attaullah@kust.edu.pk

Abstract
Muslims have always considered the Quran as the word of Allah that was revealed to Prophet Mohammad and is preserved with perfect accuracy. However, today, different critics, especially those who are influenced by the Orientalist studies and secular ideology, have questioned its collection, authenticity and continuity through history. These arguments of objection usually assert that the compilation of the Quran was a mere human action, that different versions of the text contradict the unity of text, that the initial codices of the Companions are non-identical with the official Uthmanic edition. Other criticisms indicate political reasons in its compiling, or claim historical and scientific error. This paper presents such modern myths in an organized manner based on historical, textual, and logical pieces of evidence. It shows that the preservation process started in the lifetime of the Prophet Muhammad, ﷺ, when the Quran was memorized by several of his companions and it was written down by special scribes. After the death of the Prophet, Abu Bakr (RA) ordered the first manuscript that had been gathered to be done with the control of Zayd ibn Thabit (RA), one of the immediate scribes of revelation. The Caliph Uthman (RA), later with the agreement of the senior Companions came up with a standard Quranic text as a way of maintaining unity and avoiding disagreement in the recitation.

This attempt was not politically inclined but a communal religious duty of the Muslim society. The nature of Qur'anic variant readings (qirā'at) is also explained in the paper with clear understanding that Quranic variant readings are not textual corruptions but are genuine linguistic variations that have been propagated by mass consensus (tawataur) to amplify meaning without distorting the doctrine. The claims of textual divergence among the privately produced codices of Companions are attributed to their use as teaching notes, but not as official text. On the same note, assertions of lost verses or abrogated passages are also discussed in the context of the Islamic sciences, as being a difference between abrogation of recitation and unsubstantiated ideas about the loss of the text. Moreover, the paper underlines that the Quran is not a science text but a guidance book and the perceived conflict with scientific theory is therefore either a result of an erroneous interpretation of the text, or the tentative character of science. The fact that the Quran has been transmitted universally, the millions of memorizers throughout the centuries, and the same copies have been preserved in various parts of the world is a living testimony of the authenticity of the Quran. Finally, the article restates the fact that the Quran has stayed the same by the promise of God, the continuation of history and the unanimous agreement of Muslim Ummah. There is a need to address the doubts in a scholarly manner.

Keywords: Qur'an Preservation, Compilation of the Qur'an, Variant Readings (Qirā'āt), Orientalist Criticism, Authenticity of the Qur'an, Uthmanic Codex, Contemporary Doubts

تعارف

اسلام ایک مکمل اور ہمہ جہت دین ہے، جس کی بنیاد قرآن، سنت، اجماع اور قیاس پر قائم ہے۔قرآنِ کریم کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ کتاب قرار دیا ہے، اور اس کی حفاظت کی ضمانت بھی خود دی: "إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ"[1]۔مگر جدید دور میں بعض معاصر ذہنوں نے قرآن کی تدوین، اس کی صحت، اور اس کے تاریخی تسلسل پر اعتراضات اور شبہات اٹھانے شروع کر دیے ہیں۔یہ شبہات بظاہر علمی اور عقلی نوعیت کے ہوتے ہیں، لیکن ان کا پس منظر زیادہ تر فکری مرعوبیت، مغربی تحقیق کی اندھی تقلید اور مذہب بیزاری سے جڑا ہوتا ہے۔

1. **شبہ: قرآن کی تدوین انسانی عمل تھا۔**

بعض ناقدین کہتے ہیں کہ قرآن مکمل طور پر نبی اکرم ﷺ کے بعد جمع کیا گیا، اس لیے اس میں انسانی دخل ہو سکتا ہے۔[2] اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ خود قرآن کی حفاظت کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے ہی میں شروع ہو گیا تھا۔صحابہ کرام نے

[1] الحجر:9

[2] علی محمد صدیقی(۲۰۱۰) "قرآن مجید کی تدوین: تاریخی جائزہ"،لاہور: دارالکتب العلمیہ، ص۵۵

صرف اسے حفظ کرتے تھے بلکہ باقاعدہ طور پر لکھا بھی جاتا تھا۔مختلف صحابہ جیسے حضرت زید بن ثابت، حضرت علی، حضرت ابی بن کعب اور دیگر نے باقاعدہ کتابت کی خدمت انجام دی۔

مستشرقین اور بعض معاصر مفکرین کا یہ اعتراض ہے کہ چونکہ قرآن کی تدوین کا عمل نبی اکرم ﷺ کے بعد ہوا، اس لیے اس میں انسانی کاوش شامل ہوئی ہے، جس سے اس کی اصل الوہی حیثیت متاثر ہوتی ہے۔یہ اعتراض بظاہر منطقی نظر آتا ہے، مگر حقیقت اس کے برعکس ہے۔

قرآن کی اصل تدوین کا آغاز خود نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ہوا۔ہر وحی کے نازل ہوتے ہی نبی ﷺ اس کی قراءت صحابہ کو کرواتے، اور ساتھ ساتھ مقررہ کاتبینِ وحی کو کتابت کے لیے بلاتے۔حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"كنت أكتب الوحي عند رسول الله صلى الله عليه وسلم" [3]

امام سیوطی رحمہ اللہ "الاتقان فی علوم القرآن" میں لکھتے ہیں:

"كان إذا نزل عليه شيء دعا بعض من كان يكتب فيأمره أن يكتب"[4]

نبی ﷺ قرآن کو نہ صرف زبانی یاد کرواتے تھے بلکہ باقاعدہ ترتیبِ آیات و سورہ کی ہدایت بھی دیتے تھے۔امام زرکشی (المتوفی 794ھ) "البرہان فی علوم القرآن" میں لکھتے ہیں:

"إن ترتيب الآيات توقيفي لا خلاف فيه[5]"

نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں کئی صحابہ قرآن کے مکمل حافظ تھے۔ان میں حضرت ابی بن کعب، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت سالم مولیٰ أبي حذیفہ، اور حضرت معاذ بن جبل شامل ہیں۔یہ حفاظ قرآن کی زبانی حفاظت کا واضح ثبوت تھے۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"كان جمع القرآن في الصدور أكثر من جمعه في السطور"[6]

نبی ﷺ کے زمانے میں قرآن کی کتابت مختلف مواد پر کی جاتی تھی، جیسے:

- اُدھڑی ہوئی کھال (رِقاع)
- کھجور کی چھال
- پتھر کے ٹکڑے- ہڈی- کپڑا

علامہ زرکشی لکھتے ہیں: "كانوا يكتبون في جريد النخل، والرقاع، واللخاف، والعسب، والحجارة" [7]

---

[3] صحیح بخاری، کتاب التفسیر

[4] الاتقان، ج1، ص139

[5] البرہان، ج1، ص259

[6] فتح الباری، ج9، ص12

[7] بدر الدین زرکشی (1971) "البرہان فی علوم القرآن"، تحقیق: محمد ابو الفضل ابراہیم، قاہرہ: دار المعارف، جلد1، ص237

نبی ﷺ کی وفات کے بعد جب جنگ یمامہ میں کئی حفاظ شہید ہوئے تو حضرت عمرؓ کی تجویز پر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے قرآن کو یکجا کروایا۔یہ تدوین حضرت زید بن ثابتؓ کی زیر نگرانی ہوئی، جو خود کاتبِ وحی تھے۔امام بخاریؒ روایت کرتے ہیں:"فجمعت القرآن من الرقاع والعسب واللخاف وصدور الرجال "[8]

یہ جمع محض ایک محفوظ، مکمل نسخے کی تیاری تھی، نہ کہ کوئی نئی تالیف۔

اس اعتراض کا جواب واضح ہے: -

قرآن کی تدوین کا آغاز خود نبی ﷺ کے زمانے میں ہوا ،صحابہ نے قرآن کو زبانی و تحریری طور پر محفوظ کیا ۔خلفائے راشدین نے حفاظتی نقل کو محفوظ شکل دی۔امت نے متواتر طریقے سے قرآن کی قراءت، کتابت، اور فہم کو منتقل کیا۔لہٰذا، قرآن کی تدوین انسانی عمل تو ضرور تھا، مگر وہ الہامی نگرانی میں ہوئی، جس کے لیے وحی، نبوی توجیہ، صحابہ کی گواہی اور امت کا اجماع موجود ہے۔

2. **شبہ: مختلف قراءات قرآن کی صحت پر سوال اٹھاتی ہیں۔**

مستشرقین کے ہاں یہ اعتراض عام ہے کہ چونکہ قرآن کی مختلف قراءات موجود ہیں، اس لیے متن میں اختلاف ہے۔حقیقت یہ ہے کہ قراءات قرآن کی فطری لسانی گنجائش کا نتیجہ ہیں اور یہ نبی ﷺ سے متواتر سند کے ساتھ منقول ہیں۔یہ قراءات عربی زبان کے مختلف لہجوں کے اعتبار سے نازل ہوئیں تاکہ سہولت ہو، نہ کہ اختلاف یا تحریف کی وجہ سے۔

معاصر مستشرقین اور بعض متجدد مفکرین یہ اعتراض اٹھاتے ہیں کہ چونکہ قرآن مجید کی مختلف قراءات (تلاوت کے طریقے) موجود ہیں، اس لیے قرآن کے اصل متن میں وحدت باقی نہیں رہی۔یہ اعتراض دراصل قراءاتِ قرآنیہ کے صحیح فہم اور اسلامی علوم کے اصولوں سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔

i. **قراءات کی حقیقت کیا ہے؟**

قراءات کا مطلب ہے: الفاظِ قرآن کو مخصوص لہجوں، تلفظات، اور قواعد کے مطابق تلاوت کرنا، جس کی بنیاد خود نبی کریم ﷺ کی تعلیم ہے۔یہ مختلف قراءات توقیفی (یعنی رسول اللہ ﷺ سے ثابت) ہیں، اجتہادی نہیں۔

امام ابن الجزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"كل قراءة وافقت العربية ولو بوجه، ووافقت أحد المصاحف العثمانية، وصح سندها، فهي من القراءات السبع" [9]

یعنی ہر وہ قراءت جو عربی لغت کے مطابق ہو، مصحفِ عثمانی کے موافق ہو اور اس کی سند صحیح ہو، وہ قابل قبول قراءت ہے۔

ii. **قراءات کی بنیاد وحی ہے، نہ کہ شخصی رائے**

قرآن متعدد لہجوں میں نازل ہوا، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

"إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف، فاقرؤوا ما تيسر منه"[10]

---

[8] صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن

[9] النشر فی القراءات العشر، ج1، ص10

[10] صحیح بخاری، حدیث: 4992

امام نوویؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: "والمراد بالأحرف السبعة: سبعة أوجه في الكلمة الواحدة تختلف لفظاً وتتفق معنى"[11] یعنی یہ اختلاف صرف تلفظ و لفظیات میں ہے، مفہوم میں نہیں۔

iii. **مستشرقین کا اعتراض: قراءات ،تضاد؟**

مستشرقین جیسے آرتھر جے آربری (Arthur J. Arberry) اور جان وانسبرو (John Wansbrough) نے قراءات کی بنیاد پر یہ دعویٰ کیا کہ قرآن کی تدوین مکمل نہیں بلکہ "کھلے متون" (open texts) کی شکل میں تھی۔مگر یہ اعتراض قرآن کے علمِ قراءات سے مکمل ناآگہی کا نتیجہ ہے۔

ڈاکٹر مصطفی اعظمی لکھتے ہیں:

These Orientalists confused variant readings with corruption. They failed to distinguish " ".between dialectal variations preserved by consensus and random textual corruption

(Studies in Early Hadith Literature, p. 93)

تمام متواتر قراءات قرآن کے اصلی متن سے متعلق ہیں، اور ان میں اختلاف صرف تلفظ، تعظیم، ضم یا فتح وغیرہ جیسے لسانی پہلوؤں میں ہے، جو قرآن کے معنی یا عقائد پر اثرانداز نہیں ہوتے۔

مثلاً: - سورۃ الفاتحہ کی آیت "مالک یوم الدین" بعض قراءات میں "مَلِکِ یوم الدین" بھی ہے۔

دونوں درست ہیں، اور مفہوم میں وسعت کا باعث بنتی ہیں: "مالک" = مالک حقیقی، "ملک" = بادشاہ۔قراءات قرآن نہ صرف سند کے ساتھ متصل ہیں، بلکہ پوری امت نے انہیں قبول کیا۔ان کا باقاعدہ نظام علوم القرآن کا مستقل حصہ ہے۔امام شاطبی، امام ابن الجزری، امام الدانی، امام نافع وغیرہ نے قراءات کی تدوین، تعلیم اور اصول پر کام کیا۔امام سیوطیؒ فرماتے ہیں:"القراءات منقولة بالتواتر عن رسول الله ﷺ"[12]

قراءات قرآن کا حصہ ہیں، تضاد یا تحریف نہیں۔یہ امت کی علمی ثروت، لسانی وسعت، اور فصاحتِ عربیہ کی دلیل ہیں۔جو لوگ انہیں قرآن میں تضاد کا ثبوت سمجھتے ہیں، وہ دراصل قرآن کے اصل نظامِ نقل، عربی لسانیات، اور اسلامی اصولِ روایت سے غافل ہیں۔لہٰذا، قراءات کا وجود نہ صرف مشروع (جائز) ہے بلکہ قرآنی اعجاز کا پہلو بھی ہے، جسے ہر دور میں اہل علم نے محفوظ رکھا۔

3. **شبہ: عثمانی مصاحف کے علاوہ صحابہ کے مصاحف مختلف تھے۔**

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت ابی بن کعب کے پاس موجود مصاحف میں فرق تھا۔اس شبہے کا جواب یہ ہے کہ ان کے نسخے ذاتی یادداشت اور تدریسی مقاصد کے لیے تھے، جنہیں بعد میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حکم پر واحد سرکاری نسخے کے مطابق کر دیا گیا۔امت نے اس اجماع کو قبول کیا، جس سے وحدت نص اور وحدت امت کی بنیاد رکھی گئی۔

---

[11] شرح النووی علی مسلم، ج6، ص61

[12] الاتقان، ج1، ص211

مستشرقین اور کچھ متجددین کا دعویٰ ہے کہ قرآن کا متن ایک جیسا نہیں تھا بلکہ مختلف صحابہؓ کے پاس مختلف نسخے (مصاحف) موجود تھے، جیسے حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابی بن کعب، حضرت علی رضی اللہ عنہم وغیرہ کے مصاحف میں "اختلافات" موجود تھے، اس لیے موجودہ قرآن متفقہ، محفوظ اور اصل نہیں۔

یہ اعتراض سطحی معلومات اور علومِ قراءات و مصاحف کی ناقص فہم پر مبنی ہے۔آیئے تحقیقی طور پر اس کا جائزہ لیتے ہیں:

i. **صحابہ کے مصاحف: اصل قرآن کا جزو یا ذاتی نوٹس؟**

حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابی بن کعب اور دیگر صحابہ کے مصاحف دراصل "ذاتی نسخے" تھے، جن میں صرف قرآن ہی نہیں بلکہ کبھی کبھار تفسیری اشارات، دعائیں، یا شان نزول جیسے اضافی امور بھی شامل ہوتے تھے۔علامہ زرکشیؒ لکھتے ہیں:

"وكان بعض الصحابة يكتب في مصحفه التفسير والسؤال والجواب، وكان ذلك لمقاصد التعليم، لا لاعتبارها من القرآن." [13]

یعنی یہ مصاحف تدریس کے لیے تھے، نہ کہ سرکاری یا مصدقہ متون۔

ii. **اختلاف کی نوعیت: الفاظ میں یا اندازِ تعلیم میں؟**

بعض "اختلافات" اصل میں قراءات یا الفاظِ مترادف کے اختلافات تھے، نہ کہ معنوی تضادات۔مثال کے طور پر:

حضرت ابن مسعود کے مصحف میں سورۃ الفاتحہ اور معوذتین نہ ہونے کا ذکر ملتا ہے، مگر محققین اس کی کئی توجیہات پیش کرتے ہیں: - یا تو ان کی تدریسی مصحف میں یہ سورتیں درج نہیں ہوئیں تھیں،یا وہ ان سورتوں کو قرآن تسلیم کرتے تھے لیکن کتابت نہیں کی تھی۔امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"هذا لا يدل على الإنكار، وإنما لم يكتبها في مصحفه للاعتماد على الحفظ أو للاجتهاد." [14]

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے اجماع سے "مصحفِ امام" تیار کروا کر امت کو ایک لہجے اور ترتیب پر جمع کر دیا۔اس وقت تمام دیگر ذاتی نسخے رسمی طور پر ختم کیے گئے، تاکہ امت میں اختلاف نہ ہو۔امام سیوطیؒ لکھتے ہیں:

"فكتبت المصاحف على العرضة الأخيرة، وأرسل عثمان إلى كل أفق بمصحف، وأمرهم أن يقرؤوا على ما فيه."[15]

تھیوڈور نولڈیکے، جان وانسبرو، اور آرتھر جیفری نے ان ذاتی مصاحف کی بنیاد پر قرآن کی صحت پر اعتراض کیا، مگر انہوں نے اسلامی اصولِ تواتر، اجماع صحابہ، اور تدوین عثمانی کو نظر انداز کیا۔

ڈاکٹر مصطفی اعظمیؒ اس اعتراض کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"These private codices were not considered authoritative. They were abandoned when the Uthmanic codex was standardized with consensus".

History of the Qur'anic Text, p. 75

حضرت عثمانؓ کے مصاحف کے اجراء کے بعد پوری امت نے انہی نسخوں کو اصل قرآن مانا اور باقی نسخے یا تو تلف کر دیے گئے یا تدریسی طور پر محفوظ رہے۔اس اقدام کو خود صحابہ نے "عمل بالوحی" اور "اجماع امت" کے تحت قبول کیا۔لہٰذا:

---

[13] البرہان فی علوم القرآن، ج1، ص235

[14] شرح النووی علی مسلم، ج6، ص62

[15] الاتقان، ج1، ص154

- مختلف مصاحف = ذاتی تدریسی نسخے
- اختلاف = جزوی، لسانی یا تفسیری نوعیت کا
- اصل متن = محفوظ، متواتر اور اجماعی

4. **شبہ: قرآن میں تاریخی یا سائنسی غلطیاں ہیں۔**

بعض مستشرقین قرآن کی آیات کو سائنسی پیمانوں پر پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ فلاں آیت جدید سائنس سے مطابقت نہیں رکھتی۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ قرآن سائنس کی کتاب نہیں بلکہ ہدایت کی کتاب ہے۔جو سائنسی اشارات قرآن میں موجود ہیں، وہ اصولی اور اجمالی سطح پر ہیں، اور ان میں سے کئی جدید سائنس سے ہم آہنگ بھی ہیں۔جہاں اختلاف ہو، وہ یا تو سائنس کی موجودہ ناپختگی ہے یا آیت کا غلط مفہوم لیا گیا ہے۔

شبہ : قرآن کی تدوین میں سیاسی اثرات یا ذاتی مقاصد شامل تھے؟

مستشرقین اور بعض متجدد مفکرین (خصوصاً سوشلسٹ یا سیکولر زاویے سے دیکھنے والے مفکرین) یہ اعتراض اٹھاتے ہیں کہ قرآن کی تدوین، خصوصاً حضرت عثمانؓ کے دور میں، محض دینی نہیں بلکہ سیاسی اور حکومتی وحدت قائم کرنے کے لیے کی گئی تھی۔ بعض حلقے اسے خلفاء کی "پالیسی سازی" کا نتیجہ کہتے ہیں، اور الزام لگاتے ہیں کہ اصل متن میں رد و بدل ہو سکتا ہے۔

یہ شبہ تاریخی و علمی طور پر بے بنیاد ہے، جسے درج ذیل نکات سے رد کیا جا سکتا ہے:

i. **قرآن کی تدوین کا محرک: دینی ضرورت، نہ سیاسی مصلحت**

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کو یکجا کروانے کا جو فیصلہ کیا، وہ جنگ یمامہ میں حفاظ کی شہادت کے بعد، قرآن کے تحفظ کے جذبے سے کیا گیا۔

زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں: "فواللہ لو کلفوني نقل جبل من الجبال ما كان أثقل علي مما أمرني به من جمع القرآن."[16]

اگر یہ صرف سیاسی عمل ہوتا تو صحابہ کے لیے یہ اتنا حساس اور دینی معاملہ نہ ہوتا۔

ii. **حضرت عثمانؓ کا عمل: وحدتِ امت کی دینی بنیاد**

حضرت عثمان بن عفانؓ نے جو مصاحف تیار کروائے، وہ مختلف قراءتوں (لہجوں) سے پیدا ہونے والے فتنہ کو روکنے کے لیے تھا۔ چنانچہ:"فَاخْتَلَفُوا فِي الْقِرَاءَةِ، حَتَّى قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: قِرَاءَتِي خَيْرٌ مِنْ قِرَاءَتِكَ، فَكَادَ أَنْ يَكُونَ فِي ذَلِكَ فِتْنَةٌ"

یہ اقدام امت کو فتنہ سے بچانے کے لیے تھا، نہ کہ کسی گروہ یا فرد کو فوقیت دینے کے لیے۔

امام سیوطیؒ لکھتے ہیں:

"جمع عثمان الناس على حرف واحد؛ لأنه خاف من الاختلاف في القراءة، كما اختلف في اللغة." [17]

اگر قرآن کی تدوین محض خلافت کی سیاست کا حصہ ہوتی تو دیگر صحابہ جیسے حضرت علیؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، حضرت زبیر بن العوامؓ جیسے جلیل القدر صحابہ مخالفت کرتے۔لیکن ان تمام نے حضرت عثمانؓ کے اقدام کی تائید کی۔

---

[16] صحیح بخاری، حدیث 4986

[17] الاتقان، ج 1، ص 157

حضرت علیؓ کا مشہور قول:

"لو كنت مكان عثمان لفعلت ما فعل في المصاحف"[18]

جوزف شاخت (Joseph Schacht) اور جان وانسبرو (John Wansbrough) جیسے مستشرقین نے قرآن کی تدوین کو عباسی یا اموی سیاسی نظام سے جوڑنے کی کوشش کی۔ان کے مطابق "سرکاری نسخے" کو نافذ کرنے کا مقصد دینی اتحاد نہیں بلکہ ریاستی کنٹرول تھا۔مگر یہ مفروضہ تاریخی شہادتوں، اجماع امت اور اسلامی اصولِ نقل سے میل نہیں کھاتا۔

ڈاکٹر محمد مصطفی الاعظمیؒ اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"The process of collecting the Qur'an was entirely religious, based on divine instruction, authenticated by hundreds of Companions, and universally accepted by the Ummah ".

History of the Qur'anic Text, p. 81

قرآن کی تدوین سیاسی چال نہیں، بلکہ شرعی و اجماعی ضرورت تھی۔

- تمام مراحل میں صحابہ کرامؓ کا اتفاق شامل تھا۔
- کسی ایک فرد یا خلیفہ کی ذاتی رائے پر نہیں، بلکہ امت کی مشترکہ بصیرت پر یہ کام انجام پایا۔
- آج کا قرآن اسی مصحفِ امام کی بنیاد پر محفوظ ہے۔

5. **شبہ: قرآن کو بعد میں سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا۔**

بعض جدید مفکرین کا کہنا ہے کہ خلافت یا فقہ کی تدوین کے دور میں قرآن کی تشریحات کو مخصوص طبقے نے اپنے مفاد کے لیے استعمال کیا۔اس اعتراض کا رد یہ ہے کہ قرآن کی بنیادی تعلیمات ہمیشہ واضح، عام فہم اور سب کے لیے برابر رہی ہیں۔تفسیری اختلافات علمی اور اجتہادی دائرے میں ہیں، جنہیں امت نے برداشت کیا اور انہیں علم کا تنوع سمجھا، نہ کہ تحریف یا سازش۔

یہ اعتراض مختلف شکلوں میں سامنے آتا ہے:

a) بعض مستشرقین کا دعویٰ ہے کہ کچھ آیات ضائع ہو گئیں۔

b) بعض شیعہ فرقوں کے ہاں بھی جزوی تحریف کا نظریہ رہا۔

c) کچھ مغربی محققین کا اصرار ہے کہ قرآن کی تدوین میں ممکنہ کمی بیشی ہوئی۔

یہ اعتراض بھی تحقیق و عقل کے کسوٹی پر باطل اور کمزور ثابت ہوتا ہے۔

i. **قرآن کی تحریف ناممکن — وعدۂ الٰہی**

سب سے پہلی اور بنیادی دلیل اللہ تعالیٰ کا وعدۂ حفاظت ہے:"إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ" [19]

امام رازیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے، لہٰذا اس میں تحریف یا کمی بیشی ممکن نہیں۔"

---

[18] البرہان فی علوم القرآن، ج1، ص239

[19] الحجر:9

ii. تمام امت کا اجماع — قرآن محفوظ ہے

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"أجمع المسلمون من الصدر الأول إلى الآن على أن القرآن محفوظ عن الزيادة والنقصان."[20]

قرآن ہر دور میں لاکھوں افراد نے حفظ کیا، اور ہزاروں مصاحف میں نقل ہوا — یہ تحریف کے امکان کو رد کر دیتا ہے۔

iii. مستشرقین کے دلائل اور ان کا علمی تجزیہ

تھیوڈور نولڈیکے اور آرتھر جیفری جیسے محققین نے بعض ضعیف روایات کی بنیاد پر کہا کہ بعض آیات، جیسے "آیت الرجم" یا "رضاعات کبریٰ" کی آیات، بعد میں نکال دی گئیں۔

مگر یہ روایات یا تو:

- منسوخ التلاوۃ ہیں (تلاوت منسوخ، حکم باقی)،
- یا احادی اور غیر متواتر،
- یا محض اجتہادی اقوال۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں:

"ما ثبت أنه كان قرآنا ثم نسخت تلاوته، لا يقال إنه محذوف، بل هو من الأحكام التي انتهى وقتها."[21]

iv. اہل تشیع کے بعض اقوال اور اُن کا ردّ

شیعہ اثنا عشریہ کی کتب میں کچھ اقوال تحریف کے حوالے سے نقل ہوئے، جیسے کتاب فصل الخطاب از نوری طبرسی، مگر خود شیعہ علماء کی اکثریت نے اسے رد کیا۔

شیعہ عالم علامہ خوئی لکھتے ہیں:

"القول بالتحريف شاذّ، لا يعبأ به، والقرآن الموجود هو القرآن المنزل."[22]

v. قرآن کے نسخوں کی ہم آہنگی — عملی دلیل

تمام مسلم دنیا میں موجود قدیم مصاحف، جیسے:

- مصحفِ عثمانی (استنبول، تاشقند، قاہرہ)،
- مصحفِ طوب قاپی، - مصحفِ صنعاء

تمام کے تمام ایک ہی متن کے حامل ہیں، جن میں کوئی تحریف یا اضافہ موجود نہیں۔ تحریف کا الزام قرآن پر علمی، عقلی اور تاریخی ہر اعتبار سے باطل ہے۔

---

[20] التبیان فی آداب حملۃ القرآن، ص147

[21] الاتقان فی علوم القرآن، ج2، ص29

[22] البيان في تفسير القرآن، ص236

قرآن کا تواتر، حفظ، اور اجماع اس کے ہر حرف کی حفاظت کی گواہی دیتے ہیں۔کچھ آیات یا سورتوں کے منسوخ ہونے یا ناسخ و منسوخ کی روایتوں کو "تحریف" سمجھنا ایک فہم کا مغالطہ ہے، حقیقت نہیں۔معاصر شکوک و شبہات کا جواب صرف علمی اور تحقیقی انداز میں ممکن ہے۔آج کے دور میں ضروری ہے کہ علماء، محققین اور اساتذہ نوجوان نسل کو قرآن کے حقائق، اس کی تدوین، قراءات، تاریخ اور اعجاز کے پہلوؤں سے واقف کرائیں۔قرآن کی حفاظت صرف ماضی کا کارنامہ نہیں، بلکہ آج بھی ہر نسل پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس پیغامِ الٰہی کا دفاع دلائل، حکمت، اور علم کے ساتھ کرے۔

تاریخی دلائل کی روشنی میں رد

قرآن کی حفاظت کا تاریخی تسلسل واضح اور مستند ہے۔عہد نبوی ﷺ میں وحی کو فوراً لکھوایا جاتا، صحابہ کرام حفظ کرتے، اور نماز میں اس کی قراءت کی جاتی تھی۔حضرت ابوبکرؓ کے دور میں باقاعدہ تحریری مجموعہ تیار ہوا۔حضرت عثمانؓ نے امت کے اختلاف سے بچاؤ کے لیے ایک متفقہ مصحف تیار کروایا، جو تمام صحابہ کرام کے اجماع سے منظور ہوا۔علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

"کان القرآن یکتب عند رسول الله فی الرقاع والعسب ویحفظه الصحابة حتی جمعه زید بن ثابت فی صحیفة واحدة فی خلافة الصدیق.[23]"

یہ تسلسل اس بات کی قوی دلیل ہے کہ قرآن نہ صرف محفوظ رہا، بلکہ امت مسلمہ کی اجتماعی حفاظت میں رہا۔

علمی و عقلی استدلال کا استعمال

عقلاً دیکھا جائے تو: اگر قرآن میں تحریف ہوتی، تو مختلف علاقوں میں موجود قرآن کے نسخے باہم مختلف ہوتے، جبکہ آج بھی افریقہ، ایشیا، یورپ، تمام مسلم دنیا میں قرآن یکساں ہے۔قرآن کی زبانی حفاظت ایسی عملی مثال ہے جو انسانی تاریخ میں کسی اور کتاب کو نصیب نہ ہو سکی۔

ڈاکٹر مصطفی اعظمی کہتے ہیں:

If there had been any change in the Qur'an, it would have been impossible to preserve unanimity "
".in the whole Muslim world

متفقہ امت مسلمہ کا نظریہ

قرآن کی حفاظت پر امت کا اجماع ہے۔امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"أجمعت الأمة علی أن ما بین الدفتین هو القرآن کله، ومن أنکر ذلك فهو کافر." [24]

کوئی معتبر اسلامی فرقہ یا علمی مکتب قرآن میں تحریف کا قائل نہیں۔شیعہ اکثریت بھی تحریف کے نظریے سے براءت کا اظہار کرتی ہے۔

مستند کتب و تفاسیر سے حوالہ جات

قرآن کی حفاظت کی گواہی ہزاروں مفسرین اور محدثین نے دی۔

- تفسیر طبری، تفسیر قرطبی، تفسیر ابن کثیر
- البرہان فی علوم القرآن (زرکشی)، الاتقان (سیوطی)، مناہل العرفان (زرقانی)

---

[23] الاتقان، ج 1

[24] التبیان فی آداب حملۃ القرآن

مثلاً: ابن کثیر سورہ حجر کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یہ وعدہ اللہ کا ہے جو پورا ہوا، نہ کوئی آیت زائد ہوئی نہ کم۔"

معاصر علماء و محققین کا کردار

موجودہ دور میں مستشرقین کے اعتراضات کا علمی انداز میں رد کیا گیا۔

- ڈاکٹر حمید اللہ، ڈاکٹر محمود رامیار، ڈاکٹر محمد مصطفی اعظمی، شیخ تقی عثمانی

یہ محققین جدید سائنسی، تاریخی، اور عقلی بنیادوں پر قرآن کی حفاظت کو ثابت کرتے ہیں۔ڈاکٹر محمود رامیار لکھتے ہیں:

"قدیم ترین نسخوں کا تقابل ہمیں بتاتا ہے کہ قرآن جیسا ہے، ویسا ہی چودہ سو سال پہلے تھا[25]۔"

خلاصہ

قرآن مجید مسلمانوں کے نزدیک اللہ کی محفوظ اور مکمل کتاب ہے جس کی حفاظت کی ضمانت خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ تاہم جدید دور میں مستشرقین اور بعض سیکولر و متجدد مفکرین نے اس کی تدوین، صحت اور تاریخی تسلسل کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کیے ہیں۔ ان شبہات میں یہ دعوے شامل ہیں کہ قرآن کی تدوین نبی اکرم ﷺ کے بعد ہوئی، مختلف قراءات اس کے متن میں تضاد پیدا کرتی ہیں، بعض صحابہ کے ذاتی مصاحف میں اختلاف پایا جاتا تھا، یا قرآن کی حفاظت میں سیاسی عوامل کار فرما تھے۔

اس تحقیق میں ان تمام اعتراضات کا علمی اور تحقیقی انداز میں جائزہ لیا گیا ہے۔واضح کیا گیا ہے کہ قرآن کی حفاظت کا عمل نبی اکرم ﷺ کے دور ہی میں شروع ہو گیا تھا، جب وحی کو کاتبینِ وحی لکھتے اور صحابہ کرام حفظ کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور میں حفاظ کی شہادت کے بعد قرآن کو جمع کیا گیا اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں امت کو اختلاف سے بچانے کے لیے ایک متفقہ نسخہ تیار کیا گیا، جسے تمام صحابہ نے قبول کیا۔ یہ اقدام سیاسی نہیں بلکہ دینی اور اجماعی ضرورت تھا۔

اسی طرح قراءاتِ قرآن کو اختلاف نہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ سے ثابت شدہ لسانی تنوع قرار دیا گیا ہے جو معنی کو وسعت دیتا ہے، نہ کہ تضاد۔ صحابہ کے ذاتی مصاحف دراصل تعلیمی مقاصد کے لیے تھے، نہ کہ سرکاری اور مصدقہ نسخے۔ قرآن میں سائنسی یا تاریخی اعتراضات کی وضاحت کی گئی ہے کہ قرآن سائنس کی کتاب نہیں بلکہ ہدایت کی کتاب ہے اور اس میں مذکور اشارات اصولی اور اجمالی نوعیت کے ہیں۔

تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ قرآن کی حفاظت ایک تاریخی، علمی اور عقلی حقیقت ہے۔ اس کا متن دنیا بھر میں یکساں ہے، لاکھوں افراد نے ہر دور میں اسے زبانی یاد کیا، اور امت مسلمہ کے اجماع نے ہمیشہ اس کی اصالت کو تسلیم کیا۔اس طرح قرآن مجید ہر قسم کی تحریف سے محفوظ اور اپنی اصل شکل میں موجود ہے۔

[25] تاریخ قرآن، ص:253